روشن خیال بمعنی لاالہ الا اللہ

اورشرک،نفاق،جادو،جادوگراوردھوکے باز سے انتباہ

مصنف

عبداللہ بن ابراہیم بن عثمان قرعاویؔ

امام وخطیب جامع مسجد خادم الحرمین الشریفین بریدہ

مترجم

مقبول احمدسلفیؔ

داعی ومترجم مکتب توعیہ الجالیات وسط بریدہ

الحمدلله الذی ملأ قلوب الموحدين من انوار لا اله الاالله ،وأوضح الفرقان للمخلصين لماأشرقت فی قلوبهم أنوارلااله الاالله ،خلق الجنين من ماء مهين ليعبده بلااله الاالله،خلق الانسان فی أحسن تقويم وجمله بالعقل والتعليم والتفهيم ليعرفه بلااله الاالله۔

أحمده سبحانه أن جعلنا من أهل لااله الاالله،وأشهدأن لااله الاالله وحده لاشريک له،وأشهدأن محمداعبده ورسوله صلی الله وسلم وبارک عليه وعلی آله وصحبه۔امابعد،،،

نماز دین اسلام کا کھمبا ہونے کے باوجودتوحید کاحکم آنے کے بعدتقریبادس سال بعدفرض کی گئی۔توحید دین اسلام کی اساسی چیز ہے کیونکہ اس کے سبب توحیدوالا جنت میں داخل کیا جائیگا اگرچہ اس نے ایک رکعت نماز پڑھنے کا موقع نہ پایا ہوجیسے کسی نے ایمان لایااورفوراقتل کردیا گیایاایمان لاتے ہی مرگیااسے ایک وقت کی نماز پڑھنے کاموقع نہیں ملا،اس شرط کے ساتھ کہ اس نےتوحیدکاسچے دل سے اقرارکیااوراس پرعمل کیااوراسی عقیدے پرمرا۔

اورنمازکاحال یہ ہے کہ توحیدکااقرارکئے بغیرنماز،زکوۃ اورروزہ کوئی فائدہ نہیں پہونچائیگی۔ کیونکہ یہ ہلاکت اس وجہ سے ہے کہ اس نے توحید کا اقرارکرکے اس پرعمل نہیں کیا،اوراس پرشیطان کاغلبہ اوراس کےعقل میں شکستگی اوراس کےاوپرمصیبت اس لئےحملہ آورہوئی ،کیونکہ کلمہ کی گواہی نہیں دی اوراس کےمطابق عمل نہیں کیا۔

تو اے درست عقل والو،اورا ے بصارت وبصیرت والواس کے ذریعہ کامیاب ہوجاؤ ،کیونکہ کامیابی صرف کلمہ گوکے لئے ہے ۔اورا ے ایمان وتقوی والولاالہ الا اللہ کے معنی پرغوروفکرکرتے ہوئےصبح وشام اپنے ایمان کی تجدیدکیاکرو۔

زمین وآسمان کی تخلیق،فرائض وسنن کا محور،آخرت میں کامیابی کا دارومدار لا الہ الا اللہ پر منحصر ہے۔جہاد کے لئے جو تلواریں نیام سے نکلیں اور بندوں پر جو احکام شریعت نافذ کئے گئے اسی لا الہ الا اللہ کے حقوق بحال کرنے کیلئے۔اور جو خون ومال حلال کئے گئے،اور جو بندوں کے بہت سارے اعمال اکارت کردئے گئے اسی لا الہ الا اللہ کے حکم عدولی کی وجہ سے۔اور بہت ساری امتیں ہلاک کی گئیں اور بہت سارے نافرمان جہنم رسید کئے جائیں گے اسی لا الہ الا اللہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے۔

کتنے ایسے نافرمان تھے جنکے خواب بکھر گئے،کتنے ایسے سرکش لوگ تھے جنھوں نے لا الہ الا اللہ کی کرنیں پھوٹنے کے باوجود دو معبود ٹھہرا کر گمراہ ہوگئے۔نافرمانوں اور سرکشوں کو لا الہ الا اللہ کی حقیقت معلوم تھی کہ کلمہ گو کیلئے ضروری ہے کہ ایمان ویقین کیساتھ توحید کا اقرار کرے اور اللہ کی عبادت کو اس کے لئے کھلے اور پوشیدہ طور پر خالص کرے۔اسی لئے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا جب آپ ﷺ نے ان سے کہا کہو: لا الہ الا اللہ،(**أجعل الآلهة الها واحدا**) ترجمہ: کیا ہم بہت سارے معبودوں کی جگہ ایک خدا بنالیں۔

اللہ تعالی نے ہمیں ان لوگوں میں سے بنایا جنھوں نے توحید کو خالص کیا اور اس کے تمام تر شرطوں کو مکمل طور پر پورا کیا اور اس کے حقوق کو ادا کیا اور اس کے نواقض سے بچتا رہا۔

شہادتین کا اقرار،ان کے معنی کی معرفت اور ان کے مقتضیات پر عمل پیرا ہونے کے اثرات مسلمان مرد وخواتین کی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔

☆ان ہی اثرات میں سے ہے کہ مومن وموحد آدمی اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھتا ہے اسی کی طرف عزت کا انتساب کرتا ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نفع ونقصان کا مالک نہیں ،وہی زندگی عطا کرنے والا اور موت دینے والا ہے،اسی کے ہاتھ میں خلقت وتدبیر ہے۔چنانچہ اسی سبب اس کا دل غیراللہ سے ہٹ کر اللہ پر جم جاتا ہے،اور اللہ کے ماسوا ہر ایک چیز کا خوف جاتا رہتا ہے۔

☆اور ان ہی میں سے ہے کہ مومن کے اندر عزت نفس کے ساتھ خاکساری کا اثر پیدا ہوتا ہے بغیر کسی رسوائی کے اور رفعت پیدا ہوتی ہے بغیر کسی کبر وغرور کے۔کیونکہ وہ یقین کی حد تک جانتا ہے کہ اللہ تعالی نے ہی وہ سب چیزیں عطا کی ہیں جو اس کے پاس ہے اور وہ جب چاہے یہ سب چھیننے پر قادر ہے۔

لیکن جو لا الہ الا اللہ کے معنی کی حقیقت سے بے بہرہ ہے اور اس پر عمل کرنے سے غافل ہے تو وہ نعمت کے ملنے پر جلد ہی تکبر کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆اور یہ ان ہی کے اثرات میں سے ہے کہ جو لا الہ الا اللہ پر عمل کرنے والا ہوتا ہے وہ اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اللہ کے منصوبوں سے خوف کھاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالی جاننے والا اور حکمت والا ہے،اس کے پاس زمین وآسمان کے خزانے ہیں۔اور وہ اسی سبب اطمینان وسکون کی زندگی گزارتا ہے۔اگر کسی کو خوش کن امر پیش آئے اور اس پر رب کا شکریہ ادا کرے تو اس کے لئے خیر ہے اور اگر کسی کو کوئی مصیبت پہونچے اور اس پر صبر کا اظہار کرے تو اس کے لئے بھلائی ہے،اور یہ معاملہ صرف مومن کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

☆اور ان ہی میں سے ہے کہ کلمۂ توحید پر ایمان وعمل سے مسلمان کے اندر ثبات قدمی اور صبر وتوکل

پیدا ہوتا ہے۔

☆اوران ہی میں سے ہے کہ کلمۂ توحید پرایمان وعمل سے مومن کی قدرومنزلت بڑھ جاتی ہے اور برے اخلاق سے دوری اسکے اندرظاہرہوتی ہے اوراللہ تعالی ہی پرقناعت کرتا ہے اوراسی سے بے نیازی برتتاہے،اوراس کا دل لالچ،حسد،بہتان تراشی،گندگی،برے صفات مثلا ظلم وعدوان،افساد بین الناس،غیبت،چغلی جیسی چیزوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

☆اورلا الہ الا اللہ پرعمل کرنے سے مومن بندہ اللہ کے حدود سے تجاوزنہیں کرتا اورنہ ہی کھلے یاپوشیدہ طور پراللہ کی حرام کردہ چیزوں کاارتکاب کرتا ہے بلکہ خیرات کرنے میں جلدی کرتا،نیک اعمال کی انجام دہی میں سبقت کرتا،مسلمانوں کے لئے وہی پسندکرتا جواپنے لئے پسندکرتا اوراس کے لئے وہ ناپسندکرتا جواپنے لئے ناپسندکرتا ہے۔

اسی بناء پرمیں اس رسالہ میں مفید باتیں جس قدر آسانی ہوسکی جمع کردیااور اس کانام(**القول المنیرفی معنی لاالہ الااللہ والتحذیرمن الشرک والنفاق والسحروالسحرۃوالمشعوذین**)منتخب کیا۔اللہ تعالی سے دعا گوہوں کہ اسے اپنے لئے خالص کردے اورہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکاربنادے اور مجھے بشمول تمام سامعین وقارئین کوفائدہ پہونچا،بے شک وہ تمام چیزوں پرقادرہے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینامحمدوعلی آلہوصحبہ۔

عبداللہ بن ابراہیم بن عثمان قرعاوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاالہ الااللہ کی فضیلت اوراس کے شرائط واثرات

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے لئے اولادنہیں ٹھہرائے،اورنہ ہی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے اورنہ اس کاکوئی کارساز ہے،اوراس کے ساتھ کوئی دوسرامعبودنہیں،وہی تن تنہا معبود برحق ہے اس کا کوئی خالق نہیں اوراس کےسواکوئی رب نہیں جوتمام عبادات کامستحق ہے۔

اسی لئے اس نے فیصلہ کردیا کہ اس کے سواہم کسی کی عبادت نہیں کریں کیونکہ وہی معبود برحق ہےاور جواس کےعلاوہ پکارے جاتے ہیں سب باطل ہیں اوراللہ تعالی ہی بلندوبالا ہے۔

اللہ تعالی کے بے پایاں اکرام وانعام پرمیں حمدوثنا کرتا ہوں اورمیں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سواکوئی معبودبرحق نہیں ،اس کا کوئی شریک نہیں،اسی کے لئے بادشاہت ہے اوروہی بلندوبالا ہے۔اورمیں گواہی دیتاہوں کہ محمدﷺ اس کے بندے اوراس کے رسول ہیں جوبشارت دینے والے اورڈرانے والے ہیں ،تمام لوگوں کی طرف دین حنیف اورروشن ہداہت دیکر بھیجے گئے ،اللہ تعالی نے آپﷺ کوسارے جہان والوں کی طرف رحمت بنا کربھیجا۔

آپ نے تبلیغ رسالت کامکمل حق ادا کردیااورشہنشاہ اعظم کے کلمے کی سرفرازی کے لئے اللہ کے راستوں میں جہادکیا یہاں تک کہ حق غالب آ گیااور باطل مٹ گیا،کفروضلالت کی تاریکی چھٹ گئی اورایمان واسلام کی صبح نمودارہوئی،توحید کی کرنیں پھیل گئیں،اس کی عمارت بلندہوئی،اس کی

روشنی پھیل گئی اور شرک کا جھنڈا جھک گیا،اس کا کانٹا ٹوٹ گیا،اس کی آگ بجھ گئی۔

امابعد!

انبیاء کرام نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا جیسا کہ اللہ تعالی نے نوح، ہود، صالح ،لوط اورشعیب علیہم السلام والتسلیم کے بارے میں بیان فرمایا کہ انہوں اپنی قوم سے کہا:(**أن اعبـدوااللـــه مـالكم من الـه غيره**)ترجمہ:تم اللہ کی عبادت کرو،اس کےعلاوہ کوئی تمہارا معبود نہیں۔یہی انبیاء کی دعوت ہے۔

اس لئے مسلمان کے اوپر توحیداوراس کے منافی امور کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے،اور یہ دین کی اساس ہے لہذا اساسی چیز کی معرفت فروعی چیزوں سے پہلے ہے،اوراس لئے بھی کہ نماز، زکوۃ ،روزہ،حج اورصدقہ اساس کے بغیر صحیح نہیں ہوگا۔تو ہرحال میں دین کی بنیادی معرفت حاصل کرنا اجمالی طور پر ضروری ہے پھر فروعات کی تفصیلی معرفت حاصل کرنا ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ کی حدیث میں واردہیکہ جب آپ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو آپ نے فرمایا:(**انک تـــأتـي قـومـامـن أهل الكتاب فليكن أول من تدعوهم اليه شهادة أن لااله الاالـلـه،فـان هـم أطـاعوكـ لذلكـ فأعلم أن الله افترض عليهم خـمـس صلوات في كل يوم وليلة**)ترجمہ:تمہارا سابقہ اہل کتاب سے ہوگا توانہیں سب پہلے لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف بلانا،اگروہ یہ بات تسلیم کرلے توانہیں خبر دینا کہ رات ودن میں پانچ وقتوں کی نماز فرض ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اگرانہیں توحید کاعلم نہ ہواوراس پرعمل نہ کرتا ہوتوانہیں نماز کی طرف مت بلاؤ،اس لئے کہ نماز یا دیگر چیزوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے بغیر توحید کے۔کوئی بھی بنیاد اساس کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی اور نہ ہی فرع بغیر اساس کے۔اوردین کا اساس توحید ہے۔لا الہ الا اللہ ایک ایسا کلمہ ہے جس کودیکر تمام انبیاء مبعوث کیئے گئے اوراس کے لئے کتابیں نازل کی گئیں ،اوراسی کلمہ کی خاطر دنیااورآخرت، جنت وجہنم تخلیق کی گئی ،اسی کی بدولت کوئی نیک بخت اورکوئی بدبخت قرار پائیگا،اورنامۂ اعمال کوئی دائیں سے اورکوئی بائیں سے حاصل کرے گا،اورکسی کا پلڑا بھاری ہوگا توکسی کا ہلکا،اوراسی کی خاطر جہنم میں وارد ہونے کے بعد نکالا جائیگا،اوراس کے لئے اللہ تعالی وعدہ لیا ہے،اس پر بدلہ اورمحاسبہ ہےاور کے بارے میں قیامت میں پوچھ ہوگی۔

یہ کلمہ اللہ کی نعمتوں میں سے بڑی عظیم نعمت ہے کہ اس نے اس کی طرف ہدایت کی اسلئے اللہ نے سورۂ نحل میں جوکہ نعمتوں کی سورت ہے تمام نعمتوں میں سب سے پہلے بیان کیا،اللہ کا فرمان ہے :(**يـنـزل الـمـلائـكة بـالـروح مـن أمـره على من يشاء من عباده أن أنـذروا أنـه لااله الاأنافاتقون**)ترجمہ:وہی فرشتوں کواپنی وحی دے کراپنے حکم سےاپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں کوآگاہ کردو کہ میرے سوااورکوئی معبود نہیں ،پس تم مجھ سے ڈرو۔

اور یہ شہادت کا کلمہ ہے اورآخرت میں کامیابی کی کنجی ہے،اوردین کی اصل بنیاد،اس کے شجرہ کی پنڈلی،اس کا اصل کھمبا،اس کے احکام وفرائض کا اتمام ہے۔

یہ کلمہ اس کے معنی کے التزام اوراس کے مقتضیات پرعمل کرنے کے ساتھ مقید ہے، یہ مضبوط کڑا ہے جس کا تذکرہ اللہ نے کیا:(فمن **يـكـفـربـالـطـاغـوت ويـومـن بـاللـه**

فقداستمسک بالعروۃ الوثقی لاانفصام لھا)ترجمہ:جوشخص اللہ تعالی کے
سوادوسرے معبودوں کاانکارکر کے اللہ تعالی پرایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کوتھام لیا جو کبھی نہ
ٹوٹے گا۔سعید بن جبیراورضحاک نے کہا کہ یہ وہ عہد ہے جس کا ذکرکرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے
:(**لایملکون الشفاعۃ الامن اتخذ عندالرحمن عھدا**)ترجمہ:کسی کوشفاعت
کااختیارنہ ہوگا سوائے ان کے جنہوں نے اللہ تعالی کی طرف سے کوئی قول قرارلیا ہے۔عبداللہ بن
عباسؓ نے اس کے متعلق فرمایا کہ وہ لاالہ الااللہ کی گواہی ہے اور یہ کہ ساری قوت اللہ کے پاس ہے
اورصرف اللہ تعالی سے امیدرکھےاوراسے حسنی بھی کہا جاتا ہے،اللہ تعالی فرماتا ہے:(**فأمامن
أعطی واتقیٰ وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری**)ترجمہ:جس نے دیا
اللہ کی راہ میں اورڈرا اپنے رب سے،اورنیک بات کی تصدیق کرتا رہیگا تو ہم بھی اس کوآسان راستے
کی سہولت دیں گے۔اورکلمۂ حق بھی ہے اللہ تعالی بیان کرتا ہے:(**الامن شھد بالحق وھم
یعلمون**)ترجمہ:(مستحق شفاعت وہ ہیں)جوحق بات کااقرارکریں اورانہیں علم بھی ہو۔امام
بغویؒ نے کہا کہ یہ کلمہ تقوی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:(**وألزمھم کلمۃ التقویٰ
وکانواأحق بھاواھلھا**)ترجمہ:اوراللہ تعالی نے مسلمانوں کوتقوے کی بات پر جمائے
رکھااوروہ اس کے اہل اورزیادہ مستحق تھے ۔اوریہ قول ثابت بھی ہے ،اللہ تعالی نے
ذکرفرمایا:(**یثبت اللہ الذین اٰمنوابالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیاوفی
الآخرۃ**)ترجمہ:ایمان والوں کواللہ تعالی پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی
اورآخرت میں بھی۔اوراللہ تعالی اس کلمۂ طیبہ کی مثال پیش کرتا ہے،اللہ فرماتا ہے:(**ضرب
اللہ مثلاکلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ أصلھاثابت وفرعھافی
السماء**)ترجمہ:اللہ تعالی نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی،مثل ایک پاکیزہ درخت
کے جس کی جڑ مضبوط ہے اورجس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں ۔تواس کی اصل مومن کے دل میں
ثابت ہے اوراس کافرع یعنی عمل صالح آسمان میں اللہ کی طرف چڑھتا ہے اوراس نیکی کا بیان اللہ
تعالی کرتا ہے:(**من جاء بالحسنۃ فلہ عشرأمثالھا**)ترجمہ:جوشخص نیک کام کرے
گااس کواس کے دس گنا ملیں گے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:(**من جاء بالحسنۃ فلہ
خیرمنھاوھم من فزع یومئذاٰمنون**)ترجمہ:جولوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس
سے بہتر بدلہ ملے گا اوروہ اس دن گھبراہٹ سے بےخوف ہوں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ جولاالہ الااللہ کی فضیلت جان لیتا ہے وہ اس کے معنی جاننے اوراس پرعمل
کرنے کا بھی حریص ہوجاتا ہے اوراس کے لئے حددرجہ اعتناء برتتا ہے۔اس موضوع پرعلماء نے
اپنے بساط بھرکام کیا ہے جیسا کہ مجدددین شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ جوبارہویں صدی ہجری میں
ہیں انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔((**کتاب التوحیدالذی ھوحق اللہ علی
العبید**))((**الأصول الثلاثۃ**))((**کشف الشبھات**))اسی طرح شیخ عبدالرحمٰن
بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوھابؒ کی کتاب((**فتح المجیدشرح کتاب
التوحید**))اورشیخ حافظ بن احمد حکمیؒ کی کتاب((**معارج القبول بشرح سلم
الوصول الی علم الأصول**))اللہ تعالی ان تمام لوگوں کی کاوشیں قبول فرمائے،اورہم
تمامی حضرات کونفع بخش علم سے نوازے ،ہمارے عملوں کوقبول فرمائے اورہمیں حلال روزی

عطافرمائے کیونکہ وہ دعاؤں کو سننے والا ہے۔

بے شک کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے سات شرائط ہیں ان تمام پر ظاہری اور باطنی طور سے عمل کرنا ایک مسلمان کے اوپر ضروری ہے تا کہ وہ حقیقی اور سچا پکا مومن بن سکے۔شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی شرط: علم جو جہالت کے منافی ہو: اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**فاعلم أنه لااله الاالله**)ترجمہ: جان لو! بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**الا من شهدبالحق وهم يعلمون**)ترجمہ:(مستحق شفاعت وہ ہیں) جو حق بات کا اقرار کریں اور انہیں علم بھی ہو۔یعنی جو کچھ اس کی زبان سے ادا ہو رہا ہے دل بھی اس کی گواہی دے رہا ہو۔

دوسری شرط: یقین جو شک کے منافی ہو: اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**انماالمومنون الذين اٰمنوابالله ورسوله ثم لم يرتابواوجاهدوابأموالهم وأنفسهم في سبيل الله أولئك هم الصادقون**)ترجمہ: مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر پکا ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہیں یہی سچے اور راست گو ہیں۔اللہ اور رسول پر ایمان کی تصدیق کرنے میں شک نہ کرنے کی شرط لگائی گئی۔اور جو شک کرتا ہے وہ منافقوں میں سے ہے۔

تیسری شرط : اخلاص جو شرک کے منافی ہو: اللہ تعالی کا فرمان ہے :(**وماأمرواالاليعبدواالله مخلصين له الدين حنفاء**)ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔

چوتھی شرط: صدق (سچائی) جو جھوٹ کے منافی اور نفاق سے مانع ہو: اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**الم أحسب الناس أن يتركواأن يقولواآمناوهم لايفتنون ولقدفتناالذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقواوليعلمن الكٰذبين**)ترجمہ: الم، کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے چھوڑ دیں گے؟۔

پانچویں شرط : محبت: یعنی اس کلمے کی محبت سے اس کا دل معمور ہو۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**يٰأاالذين اٰمنوامن يرتدّمنكم عن دينه فسوف ياتي الله بقوم يحبّهم ويحبونه أذلةٍعلى المؤمنين أعزةٍعلى الكافرين يجاهدون في سبيل الله ولايخافون لومةلائم**)ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالی بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر، سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔

چھٹی شرط : انقیاد: کلمہ کے تمام حقوق ادا کرے یعنی جتنے بھی واجبی اعمال ہیں وہ سب کے سب اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے خالص ہوکر بجالائے ۔اللہ تعالی کا فرمان ہے :(**فلاربّك لايومنون حتّٰى يحكموك فيما شجربينهم ثمّ لايجدوافي أنفسهم حرجاً مماقضيت ويسلمواتسليماً**)ترجمہ: سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں

اورفرمانبرداری کےساتھ قبول کرلیں۔

ساتویں شرط : قبول جوردکےمنافی ہو:اللہ تعالی کافرمان ہے:(**انهم كانوااذاقيل لهم لااله الاالله يستكبرون ويقولون أئنّالتاركوآالهتنالشاعرمجنون**)ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے،اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں۔

اے مسلمان بھائی! اگرآپ لاالہ الااللہ پرمکمل طریقے سےعمل کرنا چاہتے ہیں توبارہ باتیں دھیان دینی پڑے گی۔

۱۔لفظ	۲۔معنی	۳۔حق	۴۔حقیقت
۵۔حکم	٦۔لازم	۷۔مقتضیات	۸۔نواقض
۹۔تکملات	۱۰۔فائدہ	۱۱۔فضیلت	۱۲۔اعراب

ذکرکرنے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کلمہ کی (لا) کوزیادہ نہ کھیچے اور(إلہ) کے ہمزہ کوقطعی پڑھے،جبکہ بہت سارے بولنے والے(یا) کی طرح بولتے ہیں۔اسی طرح (إلا) کے ہمزے کوبھی صاف صاف اداکرے،اور(إلا اللہ) کی لام کو ہلکا پڑھے اس لئے کہ اس سے ماقبل کسرہ ہے۔اور بہرحال (اللہ) جوکہ اسم الجلالہ ہے اس کوطبعی مقدار سے زیادہ نہ کھیچے ،جبکہ بہت سارے مؤذن حضرات جلالہ کے مدمیں مبالغہ کرتے ہیں ۔یہ غلط ہے اور جو اپنے رب سے اجروثواب کی امید رکھتا ہے وہ ایسا ہرگزنہیں کریگا۔

بسم الرحمٰن الرحیم

شرک سے خوف دلانا

اللہ کی عبادت میں شرک کرنا سب سے بڑا گناہ اوراللہ تعالی کی معصیت ہے۔عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا حالانکہ اسی نے تجھ کو پیدا کیا۔الحدیث

اللہ تعالی شرک جیسے گناہ کومعاف نہیں فرماتا،فرمان خداوندی ہے:(**إن الله لايغفرأن يشرك به ويغفرمادون ذلك لمن يشاء**)ترجمہ:یقیناً اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کونہیں بخشتا اوراس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔اوروہ سب سے بدترین گمراہ ہے،اللہ تعالی فرماتا ہے:(**ومن يشرك بالله فقدضل ضلالاًبعيداً**)ترجمہ:اوراس کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔اللہ کا فرمان ہے:(**ومن أضل ممن يدعوامن دون الله من لايستجيب له الى يوم القيامة وهم عن دعائهم غٰفلون**)ترجمہ:اوراس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سواایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسکی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔اورشرک اکبرکاارتکاب کرنے والا ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا جہاں اس کا کوئی یارومددگار نہ ہوگا۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**إنه من يشرك بالله فقدحرم الله عليه الجنة ومأوٰه النارومالظالمين من أنصار**)ترجمہ:یقین مانو کہ جوشخص

اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جورات ودن نیکی کرنے والا ہے لیکن اس نے ایک لمحہ کے لئے شرک اکبر کا ارتکاب کرلیا اور اسی پر مرگیا، تو اسی وقت اس کے تمام اعمال اکارت کردیئے جاتے ہیں جس لمحہ اس نے شرک اکبر کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**ذلک هدى الله يهدى به من يشاء من عباده ولوأشركوا لحبط عنهم ماكانوايعملون**) ترجمہ: اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اگر فرضا یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہوجاتے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**لـئـن أشـركت ليحبطنّ عملک ولتكوننّ مـن الـخـاسرين بل الله فاعبد، وكن من الشاكرين**) ترجمہ: اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقین زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا، بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہوجا۔

مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ شرک سے خوف کھائے اور اس سے بچے اور اس کے اسباب واقسام اور مبادئات کی معرفت حاصل کرے تاکہ اس میں واقع نہ ہوجائے۔ حذیفہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگ نبی ﷺ سے بھلائی کا سوال کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا تاکہ اس میں واقع نہ ہوجاؤں۔(بخاری)

جو آدمی شرک کی معرفت نہیں رکھتا وہ انجانے میں شرک میں واقع ہوجاتا ہے یا شرک سے نکیر نہیں کرپاتا ہے جیسے شرک سے باخبر آدمی کرتا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ(**انـمـاتـنـقض عرى الاسلام عروة عروة ،اذانشأفى الاسلام من لايعـرف الـجاهلية**) ترجمہ: اسلام ایک ایک کرکے ختم ہوتا جائے گا جب اسلام میں ایسے لوگ پیدا ہونے لگیں گے جو جاہلیت کو نہیں جانتے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ نے لا الہ الا اللہ کے مخالفات، مدلولات اور مقتضیات کو ذکر کیا ہے اور اس سلسلہ میں مخالفات کی چند قسمیں ہیں۔

بعض لوگ ہیں صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور شرک پر نکیر بھی نہیں کرتے اور اہل شرک سے دشمنی نہیں رکھتے ،بعض لوگ ہیں جو ان سے دشمنی رکھتے اس کی تکفیر نہیں کرتے ،بعض لوگ ہیں جو توحید سے نہ تو محبت رکھتے ہیں اور نہ بغض رکھتے ،اور بعض لوگ ہیں جو شرک سے نہ محبت رکھتے اور نہ ہی بغض رکھتے ،بعض لوگ ہیں جو نہ شرک جانتے ہیں اور نہ ہی اس پر نکیر کرتے ہیں تو یہ اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔

شارح نے فرمایا کہ موحد کے لئے ضروری ہے کہ وہ شرک اور اہل شرک سے برأت کا اظہار کرے اور ان کی تکفیر کرے۔ اس لئے کہ شرک سے جہالت کی بنیاد پر وہ فائدہ قطعی حاصل نہیں ہوگا جس پر لا الہ الا اللہ دلالت کرتا ہے۔ الخ

جسے معلوم ہے کہ شرک اکبر کا ارتکاب کرنے والا نہیں معاف کیا جائے گا اور اس کا فاعل اگر اسی حالت میں مرجائے بغیر توبہ کئے ہوئے تو ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا،(**لايـقـضـى عـليهـم فيـمـوتـوا ولايـخـفّف عـنهـم من عذابها كذٰلک نجزى كلّ**

كـــفـــور)ترجمہ: نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ جس کی سزا اللہ کے نزدیک اتنا خطرناک ہے اس گناہ سے شدت کے ساتھ ڈریں جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے نفس اور اپنی اولاد پر خوف کھایا پس انہوں نے اپنے رب سے بتوں کی عبادت سے بچنے کی خاطر دعا کی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**واذقـــال ابراهيم رب اجعل هذاالبلداٰمناًواجنبني وبني أن نعبدالأصنام رب انهـن أضللن كثيراًمن الناس**)ترجمہ: (ابراہیمؑ کی یہ دعا بھی یاد کرو) جب انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے ،اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا۔ تو ابراہیمؑ نے سب سے پہلے اس چیز کے لئے دعا کی جو اللہ کی اطاعت میں معاون ہوتی ہے اور وہ ہے عابد کی جگہ کا خوف سے محفوظ و مامون ہونا تا کہ اللہ کی عبادت پر صحیح طور سے متمکن ہو سکے ،پھر آپؑ نے خود کو اور اپنی اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچنے کی دعا کی۔

ابراہیمؑ کی اس دعا میں اپنے نفس پر بتوں کی عبادت سے شدت خوف کا پتہ چلتا ہے تو ہمارے اوپر بھی ضروری ہے کہ اللہ کے نبی و رسول ابراہیمؑ کا نمونہ اپناتے ہوئے شرک سے ڈریں اور حسن خاتمہ کا طلبگار رہوں۔ ابراہیمؑ نے اپنی بات دہرائی اور اپنی مراد کا سبب ذکر کیا کہ وہ اور اور انکی اولاد بتوں کی عبادت سے بچے اس فرمان کے ذریعہ:(**رب انهـن أضـلـلـن كثيـراًمن الـــنـــاس**)ترجمہ: اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا۔ جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو بتوں کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ (**أضـلـلـن**) کا معنی بہت لوگوں کی گمراہی کا سبب ہونا، یعنی وہ لوگ ان کی عبادت سے گمراہ ہو گئے جیسا کہ کہا جاتا ہے ان کا فتنہ دنیا ہے یعنی دنیا اور اس کے سبب دھوکے میں مبتلا ہو گئے۔

قارئین کرام! اس موضوع کی پرزور وضاحت کرنے والی کتابوں کی طرف رجوع کریں مثلا ”**كشف الشبهات**“ ”**الاصول الثلاثة**“ ”**كتـــاب التوحيدالذى هوحق الله على العبيد**“ اور اس کی شرح ”**فتح المجيد**“ اور ”**مجموعة التوحيد**“ جو کہ ۲۶ رسائل پر مشتمل ہے ان میں اصحاب علم و فضیلت والے ہیں شیخ الاسلام احمد بن تیمیہؒ، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کی راہ پر چلنے والے علمائے سلف رحمہم اللہ اجمعین۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے :(**فبشـرعبـادالـذيـن يستـمعون القول فيتبعون أحسنه**)ترجمہ: میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس پر عمل کرتے ہیں۔

اے الـلـه کـے بـنـدو! بے شک شرک سب سے بدترین ظلم ہے اور سب سے بدترین باطل ہے، یہ ربوبیت پر ضرب لگاتا ہے، الوہیت میں نقص پیدا کرتا ہے اور رب العالمین کے متعلق سوئے ظن میں مبتلا کرتا ہے۔ اور یہ سب سے بدترین معصیت ہے اس لئے کہ یہ خالق کامل اور مخلوق ناقص کی ہر ایک طرح سے برابری کرتی ہے، اور یہ خلقت و تدبیر کے بالکل منافی ہے اور اللہ رب العالمین کے ساتھ حد درجہ دشمنی ہے اور اس کی اطاعت و خاکساری سے روگردانی ہے ،اور ایسے اوامر کی بجا آوری ہے جس سے قیامت برپا ہوتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:(**لاتـقوم الساعة حتـى لايـقـال فـى الأرض الـلـه الـلـه**)ترجمہ: جب زمین پر اللہ کا نام لیوا نہیں رہے

گا تو قیامت قائم ہوجائے گی۔(مسلم)

شرک دراصل اللہ تعالی کی مخلوق کے ساتھ مشابہت ہے الوہیت کی خصوصیات میں مثلاً نفع ونقصان، عطاء ومنع کی ملکیت میں، اس سے اللہ کی عبادت کے تمام اقسام مثلاً دعا، خوف، رجاء، توکل وغیرہ پر آنچ آتی ہے۔تو جنھوں نے ان تمام چیزوں کا انتساب مخلوق کی طرف کیا تو یہ اللہ کی تشبیہ ٹھہری، اوراس کو مشابہت میں مالک ٹھہرایا ایسی باتوں کا جبکہ وہ خود اپنے نفس کے نفع ونقصان، موت وحیات اور دوبارہ اٹھنے پر بھی قادر نہیں ہے اوراس خالق سے مشابہت ٹھہری جو ساری خلقت کا مالک ہے، جس کے لئے ساری بادشاہت ہے، جس کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے، جس کی طرف سارے معاملات لوٹتے ہیں، تمام معاملات اس کے ہاتھ میں ہیں، اور تمام کا لوٹنا اس کی طرف ہے ، اس نے جو چاہا وہ ہوا، اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، وہ جسے دیتا ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جس سے کچھ روک لیتا ہے اسے کوئی دے نہیں سکتا، اگر وہ کسی کے لئے رحمت کے دہانے کھول دیتا ہے تو کوئی اس کو بند نہیں کرسکتا اور جس پر بھیجنا بند کردے اس کی طرف کوئی بھیج نہیں سکتا، وہ تو غالب حکمت والا ہے۔تو سب سے بدترین تشبیہ عاجز فقیر بالذات کی قادر غنی بالذات سے دینا ہے۔

اللہ جل شانہ کی خصوصیات میں ہے کہ وہ کمال مطلق کا مالک ہے تمام ناحیے سے، کسی ناحیہ سے کسی طرح کا کوئی نقص نہیں، اس سبب سے تمام قسم کی عبادتیں بس اسی کے لئے انجام دینا واجب ہوجاتا ہے بشمول ادب واکرام تعظیم واجلال، دعا وخوف، رجاء وانابت، توکل واستعانت، توبہ واستغفار، حد درجہ محبت مع حد درجہ فروتنی۔ یہ تمام چیزیں عقل ونقل اور فطرت سے ثابت ہوتی ہیں کہ یہ سب ایک اللہ کے لئے ہیں، عقل ونقل اور فطرت اس بات سے منع کرتی ہے کہ یہ سب چیزیں غیر اللہ کے لئے ہوں، اگر کسی نے ان میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لئے انجام دیا تو اس نے تشبیہ ٹھہرائی غیر اللہ کی اس سے جس کی کوئی تشبیہ نہیں، جس کی کوئی تمثیل نہیں اور جس کا کوئی شریک نہیں ۔تو یہ سب سے قبیح اور باطل تشبیہ ہے۔اس لئے اللہ سبحانہ تعالی نے خبر دی کہ ان چیزوں کے فاعل کو کبھی معافی نہیں باوجود کہ اس نے اپنے اوپر رحمت کو فرض کرلیا ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے :(**ضرب لكم مثلا من أنفسكم هل لكم من ما ملكت أيمانكم من شركاء في ما رزقناكم فأنتم فيه سواءٌ تخافونهم كخيفتكم أنفسكم كذٰلك نفصّل الآيات لقوم يعقلون**) ترجمہ: اللہ تعالی نے تمہارے لئے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی ہے، جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہوں؟ اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو جیسا خود اپنوں کا ہم عقل رکھنے والوں کے لئے اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالی ان مشرکوں کی مثال بیان کرتا ہے جو اللہ کی بھی عبادت کرتے ہیں اور غیر اللہ کی بھی، اور اللہ کے ساتھ شریک وساجھی ٹھہراتے ہیں، اور یہ لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے شرکاء (مورتیاں) اس کے غلام ہیں جیسا کہ وہ کہتے تھے:''**لبيك لا شريك لك الا شريكا هو لك تملكه وما ملك** ''ترجمہ: میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جس کا تو ہی مالک ہے وہ مالک نہیں۔اللہ تعالی فرماتا ہے:(**ضرب لكم مثلا من انفسكم**) یعنی ان ہی میں سے اللہ مثال بیان کرتا ہے جس کی وہ شہادت دیتے ہیں اور جسے وہ سمجھتے ہیں (**هل لكم من ما ملكت أيمانكم من شركاء في ما رزقناكم فأنتم فيه**

سواءٌ)یعنی کیا کوئی اس بات پر راضی ہوگا کہ اس کا غلام اس کے مال میں شریک ہو اور دونوں آپس میں برابر کا حصہ دار ہو؟(**تخافونهم كخيفتكم أنفسكم**)یعنی تم اس بات سے ڈرتے ہو مال آپس میں برابر برابر بانٹا جائے گا۔

ابومجلز کا بیان ہے: کہ تمہارا غلام اس بات سے نہیں ڈرتا ہے کہ اس کا مال بانٹا جائے گا کیونکہ وہ اس کا نہیں ہے اسی طرح اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم میں کوئی اس بات کو پسند نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالی کے لئے اسی کی مخلوق میں سے کیسے شریک بناتا ہے؟(**كذٰلك نفصل الأيٰات لقوم يعقلون**)۔

عقل وشعور والے شرک کی قباحت کو جانتے ہیں اس لئے کہ یہ مالک وغلام اور خالق ومخلوق کی برابری ہے۔ اگر عقل کفر وشرک اور نفاق کی آلائش سے پاک ہو، اس کے اندر منکرات وسیئات کا شائبہ نہ ہو اور نہ ہی شکوک وشبہات سے مختل ہو تو وہ عقل والے کو اللہ کی اس فطرت کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس فطرت پر اللہ نے پیدا کیا ہے اور وہ ہے ابراہیمؑ اور محمد ﷺ کی ملت یعنی دین حنیف **،صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين**۔

ایک مثال

فرض کریں دنیا کا ایک بادشاہ ہے اس کے پاس اسی کے رعایا میں سے ایک مظلوم اس کے پاس آتا ہے تو وہ مظلوم بادشاہ کو اس کے غلام کے ساتھ پکارتا ہے اپنی مظلومیت کے لئے مثلا وہ ایسے کہتا ہے: اے بادشاہ اور اے غلام میری یہ فریاد ہے۔ ایسا کرنا بڑی غلطی اور قباحت میں شمار کیا جائے گا بلکہ ہر عقل سلیم والا اس پر نکیر کریگا اس لئے کہ اس نے بادشاہ کو اس کے غلام کے ساتھ ایک ساتھ پکارا اور اس کے ساتھ حکم اور معاملہ میں شریک کیا۔

بادشاہ کو اس کے غلام کے ساتھ ایک ہی دفعہ ضرورت کے وقت پکارنا فاش غلطی اور بری قباحت ہے اور سب لوگ بنی آدم میں سے ہیں اور اللہ تعالی نے غلام کو بادشاہ کے ماتحت بنایا، تو کیسے اس اللہ کو جو اکیلا، بے نیاز، زندہ رہنے والا، ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، اور جس کے مثل کوئی نہیں، اس غلام مخلوق کے ساتھ پکارا جائے گا جو کمزور وعاجز ہے، جو اپنے نفس کے لئے بھی نفع ونقصان کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی زندگی اور موت کی بساط رکھتا ہے؟ جیسا کہ کہے: ''یا اللہ یا عیدروس'' ''یا اللہ یا حسین'' ''یا اللہ یا رسول اللہ''۔ اللہ تعالی نے تو اس کے بارے میں ہمیں بتلا دیا کہ یہ اللہ کے ساتھ کفر ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:(**ومن يدع مع الله الهاً اٰخر لا برهان له به فانما حسابه عند ربه انه لا يفلح الكافرون**) ترجمہ: جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔

دوسری مثال

فرض کیجئے ایک نیک مالدار آدمی اپنے مال میں سے کھلے اور پوشیدہ طور پر خرچ کرتا ہے، اس کے پاس ایک غلام بھی ہے جو اس مال میں سے اپنے کے لئے یا غیروں کے لئے کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا۔ پس ایک محتاج آتا ہے وہ نیک مالدار کو چھوڑ کر غلام سے ضرورت طلب کرتا ہے۔ کیا اسے عقل جائز قرار دے گی، نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اس پر تنکیر کرے گی اور اس کی مذمت بیان کرے گی۔ تو جب نیک مالدار اور غلام کے ساتھ ایسا کرنے کی وجہ سے یہ قبیح ہے جبکہ یہ دونوں بنی آدم میں سے ہیں۔

پھر کیسے اس رب کو جو مخلوق اور سارے جہان کا رب ہے، شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے، چھوڑ کر اس کے علاوہ دوسری مخلوق کو جو کمزور ہے، پکارتے ہیں۔ بلکہ حد ہوگئی درختوں اور پتھروں کو مصیبت کے وقت پکارا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (**ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکا لا یقدر علی شئی ومن رزقناہ منا رزقاً حسناً فھو ینفق منہ سراً وجھراً ھل یستون الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون، وضرب اللہ مثلاً رجلین احدھما أبکم لا یقدر علی شئیٍ وھو کل علی مولاہ أینما یوجھہ لا یات بخیر ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علی صراط مستقیم**) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کی ملکیت کا، جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک اور شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے معقول روزی دے رکھی ہے، جس میں سے چھپے کھلے خرچ کرتا ہے، کیا یہ سب برابر ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب تعریف ہے، بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان کرتا ہے دو شخصوں کی، جس میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے کہیں بھی اسے بھیج دو کوئی بھی بھلائی نہیں لاتا، کیا یہ اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر، برابر ہو سکتے ہیں؟

اگر کوئی کسی قبرستان کی طرف سے گذرا اور اس کے ساتھ اس کا چوپایہ بھی ہے، اچانک اس کا چوپایہ ایک گڈھے میں گر پڑتا ہے اس کے گرد زندہ آدمی ہے جو کافی لحیم شحیم ہے تو اس نے اس آدمی کو چھوڑ کر اہل قبر کو پکارنا شروع کیا اور کہا: اے فلاں اے فلاں بہت سارے مردوں کا نام لیتا ہے میرے چوپائے کے لئے میری مدد کرو۔ کیا عقل اس کو تسلیم کرے گی؟ بلکہ اس پر نکیر کرے گی اور قبیح سمجھے گی اور ہر عقلمند ایسے کرنے پر اسے بے وقوف سمجھے گا۔

تو جب ایک زندہ مخلوق کو چھوڑ دینا جو کہ قدرت رکھتا تھا اس معاملہ میں، اس قدر قبیح ہے تو پھر کیسا رہے گا یہ معاملہ کہ حی القیوم کو چھوڑ کر مصائب ومشکلات کے وقت اہل قبور سے امداد مانگی جائے۔ جیسا کہ کہے: اے عبد القادر جیلانی، اے ابراہیم دسوقی، اے احمد بدوی،،، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے متعلق ہمیں تنبیہ کر دی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: (**واللہ یعلم ما تسرون وما تعلنون والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون، أموات غیر أحیاءٍ وما یشعرون أیان یبعثون، الٰھکم الہ واحد**) ترجمہ: اور جو کچھ تم چھپاؤ اور ظاہر کرو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں، مردے ہیں زندہ نہیں، انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے، تم سب کا معبود صرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری رشد وہدایت فرمائے اور ہمیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے، **اللھم تقبل یارب العالمین۔**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ویسے ہی ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نیک کاروں میں سے بن جا، اور ظاہر وباطن میں جھوٹ سے بچو، یہاں تک کہ دل وزبان کو بھی بچاؤ، اس لئے کہ یہ منافقوں کی صفات میں سے ہے ۔ظاہر وباطن کی اصلاح کرو اور گناہ وبرائی سے بچتا رہو ظاہری اور باطنی طور پر، اللہ تعالیٰ ظاہر کی طرح باطن کی اصلاح کا بھی حکم دیا ہے، توحید کے ذریعہ عقائد کی اصلاح کی تو اس سے خالق ومخلوق کے مابین ربط پیدا ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ مخلوق اپنے خالق کی عبادت کرے بغیر کسی شرکت وشریک کے ،بغیر جھوٹ ونفاق اور بغیر ریاء ونمود کے ،اور یہ باطن کی اصلاح کے تعلق سے ہے جیسا کہ اسلام نے مسلمانوں کے مابین روابط کی اصلاح کی اچھی خلقت کے ساتھ ،تو اس سے افراد کے مابین ربط پیدا ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ کوئی کسی دوسرے کے خلاف علم بغاوت نہ بلند کرے اور حقوق وواجبات، معاملات وغیرہ میں اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، یہ اسلام کی ظاہری اصلاح ہے۔

اور بے شک سیدھا راستہ ظاہری اور باطنی مظاہر کی اصلاح کے لئے اور دین ومخلوق کی ایک ساتھ اصلاح کے لئے وہ نفاق اور اس کے تمام اقسام سے بچنا ہے، اس لئے کہ بیماری اصل باطنی بیماری ہوتی ہے جس میں انسان کبھی ڈوب جاتا ہے اور اسے علم بھی نہیں ہوتا تو یہ بندوں پر پوشیدہ معاملہ ہے ،اور بہت سے ایسے لوگ جن پر معاملہ مخفی ہوتا ہے وہ خود کو مصلح گمان کرتا ہے حالانکہ وہ فساد برپا کرنیوالوں میں سے ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (**ألا انهم هم المفسدون ولٰكن لا يشعرون**) ترجمہ: خبردار ہو، یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے۔

نفاق: اس کی جامع تعریف یہ ہے: (**هو اظهار الخير والاسلام وابطان الشر والكفر**) یعنی بھلائی اور اسلام کو ظاہر کرنا اور شر وکفر کو چھپانا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (**ومن الناس من يقول اٰمنا بالله وباليوم الاٰخر وما هم بمؤمنين ،يخادعون الله والذين اٰمنوا وما يخدعون الا أنفسهم وما يشعرون**)

ترجمہ: بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

نفاق دو بیج ایک جھوٹ اور دوسرا ریاء کے توسط سے وجود پذیر ہوتا ہے اور دو آنکھوں سے پھلتا اور پھولتا ہے ایک ہے ضعف بصیرت کی آنکھ اور دوسری ضعف عزیمت کی آنکھ، جب یہ چاروں ارکان مل جاتے ہیں تو نفاق کا پودا اور اس کی عمارت کھڑی ہوجاتی ہے۔نفاق کی دو قسمیں ہیں۔نفاق اکبر اور نفاق اصغر

پہلی قسم :نفاق اکبر :اس کو نفاق اعتقادی بھی کہتے ہیں ایسا اعتقاد رکھنے والا مخلد فی النار (ہمیشہ ہمیش جہنم میں) ہوگا اور وہ بھی جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (**ان المنافقين في الدرك الأسفل من النار**) ترجمہ: بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ وہ اعتقاد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان خود ظاہر کرے کہ وہ اللہ، اسکے فرشتے، اسکی کتابیں، اسکے رسل اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے حالانکہ وہ باطنی طور پر ان تمام

چیزوں کا انکار کرتا ہے اور انہیں جھٹلاتا ہے، ان تمام یا بعض سے متعلق اپنے دل میں کفر چھپاتا ہے ۔اللہ تعالی ایسے منافقوں کے بارے میں برے صفات کا ذکر کرتا ہے مثلاً کفر کرنا، ایمان کا نہ پایا جانا، دین اور دینداروں کا استہزاء کرنا، دشمنان اسلام کی طرف رغبت رکھنا، مسلمانوں کے مابین دشمنی کا جال بننا وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم کے اندر منافقوں کی نقاب کشائی کی اور ان کے چہروں سے مخفی پردہ کو ہٹایا اور اپنے بندوں کو ایسے امور پر مطلع کیا تا کہ ایسے اعمال اور صاحب اعمال سے بچا جا سکے ۔اللہ نے قرآن میں سورہ بقرہ کے شروع میں تین فرقوں کا تذکرہ کیا ہے ، پہلا فرقہ مومنوں کا، دوسرا فرقہ کافروں کا، تیسرا فرقہ منافقوں کا۔ اللہ نے مومنوں کے بارے میں چار آیات کریمہ ذکر کی، کافروں کے بارے میں دو آیتیں ذکر کی اور منافقوں کے بارے میں تیرہ (۱۳) آیات ذکر کی کیونکہ منافقوں کی تعداد زیادہ ہے، ان کی آزمائش بھی عام ہے اور ان کا فتنہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے بہت سخت ہے۔

اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ بظاہر اسلام سے محبت ونصرت دکھاتے ہیں جبکہ فی الحقیقت یہ دین کے دشمن ہیں، اپنی دشمنی کا اظہار ہر ایک طریقے سے کرتے ہیں، جاہل طبقہ اس بات کو علم اور اصلاح گمان کرتا ہے جبکہ نہایت گھٹیا درجے کی جہالت اور فساد ہے، اسلام اور مسلمان مسلسل آفات وبلیات کا شکار ہوتا جارہا ہے اور برابر انہیں بربادی کے راستے پر دھکیلا جارہا ہے پھر بھی گمان کرتے ہیں کہ یہ سب اصلاح کرنے والے ہیں۔ (**ألاانهم هم المفسدون ولٰكن لايشعرون**) ترجمہ: خبردار ہو، یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے۔

انہوں نے تو ٹیڑھے دلوں پر اہل ایمان کا بس لبادہ اوڑھ رکھا ہے، ان کی اصل پونجی دھوکہ دینا اور مکاری کرنا ہے، انکا سامان جھوٹ بولنا ہے اور اس کی عقل بانجھ ہے، یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے راضی برضا ہیں اور آپس میں ماموں ہیں: (**يخادعون الله والذين اٰمنوا وما يخدعون الا أنفسهم وما يشعرون**) ترجمہ: وہ اللہ تعالی اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

ان کے کان اتنے بوجھل ہیں کہ اہل ایمان کی آواز نہیں سن سکتے، ان آنکھوں پر اندھے پن کا ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ قرآن کے حقائق کو نہیں دیکھ سکتے اور ان کی زبان حق بات سے ایسے روک دی گئی ہے کہ بول ہی نہیں سکتے (**صمٌّ بكمٌ عميٌ فهم لا يرجعون**) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، پس وہ نہیں جانتے۔

ان لوگوں کے علامات ہیں جن کے ذریعہ انہیں آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے اور یہ قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان کردئے گئے ہیں جو اہل بصیرت اور اہل ایمان پر مخفی نہیں اور وہ ہے ریاکاری۔ اور یہ سب سے بدترین صفت ہے جب انہیں اللہ کے اوامر کا حکم دیا جاتا ہے تو کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں لیکن سستی اور غفلت اسے آگھیرتی ہے اور وہ فوراً بیٹھ جاتا ہے اور اس کے لئے اس کام کے اندر اخلاص کا پیدا کرنا بھاری ہوجاتا ہے۔ (**واذقاموا الى الصلاة قاموا كسالىٰ يراؤن الناس ولا يذكرون الله الاقليلا**) ترجمہ: اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الٰہی تو یونہی برائے

نام کرتے ہیں۔

اہل نفاق اپنے اسرار ورموز کو چھپانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالی نے ان کے اسرار اور زبان کی آلائشوں کو بیان کر دیا اس وجہ سے ان کو (سیما) علامت کے نام سے بھی پکارا ہے جو کہ اہل ایمان اور اہل بصیرت سے روپوش نہیں۔ جبکہ اہل نفاق یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے کفر کو چھپالیا اور لوگوں پر ہم نے ایمان ظاہر کر دیا، یہاں تک نقاد پر بھی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ جبکہ ناقد و بصیر (اللہ تعالی) نے ان کو بے نقاب کر دیا۔(**أم حسب الذين فى قلوبهم مرضٌ أن لن يخرج الله أضغٰنهم،ولونشاء لأرينا كهم فلعرفتهم بسيماهم ولتعرفنّهم فى لحن القول والله يعلم أعمالكم**)ترجمہ: کیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ ان کے حسد اور کینوں کو ظاہر نہ کر دے ،اور اگر ہم چاہتے تو ان سب کو تجھے دکھا دیتے پس تو انہیں ان کے چہروں سے ہی پہچان لیتا اور یقیناً تو انہیں ان کی بات کے ڈھب سے پہچان لے گا، تمہارے سب کام اللہ کو معلوم ہیں۔

تو پھر کیا عالم ہوگا جب حشر کے دن جمع کیا جائے گا اور اللہ تعالی تجلی فرمائے گا اپنے بندوں کے لئے ،اور جب پردہ اٹھا دیا جائے گا اور جب سجدہ کے لئے بلایا جائے گا تو سجدے کی طاقت نہ رہ سکیں گے۔(**خٰشعة أبصارهم ترهقهم ذ لةٌ وقد كانوا يدعون الى السجود وهم سالمون**)ترجمہ: نگاہیں نیچی ہوں گی ان پر ذلت وخواری چھا رہی ہوگی حالانکہ یہ سجدے کے لئے اس وقت بھی بلائے جاتے تھے جبکہ صحیح سلامت تھے۔

کیا حال ہوگا اس وقت جب یہ لوگ جہنم کے پل پر جمع کئے جائیں گے؟ جو کہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ دھاردار ہوگا۔ وہ جگہ اندھیری ہوگی اس جگہ کو پار کرنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک قدموں کے پاس روشنی نہ ہو،اور یہ روشنی لوگوں کے درمیان تقسیم کر دی گئی ہے تو جس کی روشنی جس قدر ہوگی اسی انداز میں گزریں گے اور اہل اسلام کو ظاہری روشنی دی جائے گی جس قدر وہ دنیا میں نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کی پابندی کی ہوگی۔ اور اہل نفاق جب پل پر آئیں گے تو ان کے پاس جو روشنی ہوگی اس پر نفاق کا پردہ پڑ جائے گا اور روشنی ختم ہو جائے گی اور وہ آگے بڑھنے کی طاقت نہیں رہ سکیں گے۔ اور ان کے مابین اور اہل ایمان کے مابین دروازے والی دیوار قائم کر دی جائے گی۔

قوم اور کنجیوں کے درمیان اس کے باطن کا پردہ حائل ہوگا، مومن کے ساتھ رحمت ہوگی اور اہل نفاق کے ساتھ بھوک وپیاس اور عذاب کی ذلت ہوگی۔ اور جب اہل ایمان اور روشن سواریوں کا گزر ہوگا تو انہیں پکاریں گے جن کی روشنی دور سے چمکے گی ستاروں کے مانند، جو دیکھنے والوں کو نظر آئی گی۔(**أنظرونا نقتبس من نوركم**)ترجمہ: ہماری طرف دیکھوتا کہ ہم تمہاری روشنی سے کچھ حاصل کریں۔ اور ہم اس تاریکی سے نکل سکیں کیونکہ ہماری روشنی بجھ گئی ،اور آج کے دن بغیر روشنی کے کوئی گنجائش نہیں ہے۔(**قيل ارجعواورائكم فالتمسوا نوراً**)ترجمہ: ان سے کہا جائے گا واپس لوٹ جاؤ اور اپنی روشنی کو تلاش کرو، اس لئے کہ روشنیاں تقسیم کر دی گئیں، ہائے افسوس اس کے لئے جو اس تاریکی میں روک دیا گیا۔

تو اس تاریک جگہ میں کیسے مدد مل سکتی ہے؟ کیا کوئی آدمی اس راستہ میں کسی کی مدد کر سکتا ہے ؟ اور کیا کوئی دوست کسی دوست کے کام آسکتا ہے؟ اور یہ اہل نفاق ان سے اپنی دنیاوی رفاقت

اورمعاشرت کا ذکر کریں گے جیسا کہ کوئی غریب الدیار (مسافر) کسی ہم وطن سے سفر میں اپنی صحبت کا ذکر کرتا ہے۔(**ألم نكن معكم**)؟ ترجمہ: کیا ہم لوگ ایک ساتھ نہیں رہتے تھے؟،،،،ہم بھی روزہ رکھتے جیسا کہ تم رکھتے تھے ،ہم نماز پڑھتے جیسا کہ تم نماز پڑھتے تھے ،ہم بھی قرآن پڑھتے جیسا کہ تم پڑھتے تھے،اور ہم بھی صدقہ کرتے جیسا کہ تم صدقہ کرتے تھے ،اور ہم بھی حج کرتے جیسا کہ تم حج کرتے تھے،تو آج ہمارے درمیان کون سا فرق پیدا ہو گیا؟ اور تم گزرنے میں ہم سے الگ ہو گئے؟(**قالوا بلى**)، وہ کہیں گے کیوں نہیں۔لیکن تم ظاہری طور پر ہمارے ساتھ تھے اور باطنی طور پر ہر ملحد اور ہر ظالم و کافر کے ساتھ تھے۔(**ولٰكنكم فتنتم أنفسكم وتربصتم وارتبتم وغرتكم الأمانيّ حتى جاء أمرالله وغرّكم بالله الغرور،فاليوم لايؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا مأوٰكم النارهى مولٰكم وبئس المصير**)ترجمہ: لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا اور وہ انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے ،تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا یہاں تک کے اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں رکھنے والے نے دھوکے میں رکھا، الغرض، آج تم سے فدیہ (اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

اہل نفاق جو تاریکی میں پڑے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے گویا کہ پورا قرآن ہی ان کے ذکر سے بھرا ہے کیونکہ ان کی کثرت زمین پر اور قبروں میں زیادہ ہے۔اگر زمین ایسے لوگوں سے خالی ہو گئی تو راہ چلتے مومنوں کو وحشت ہو گی اور معاشی ذرائع معطل ہو جائیں ،اور جنگلی درندے اور جانور راستوں سے اچک لیں۔

حضرت حذیفہؓ نے ایک آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا: (**اللهم أهلك المنافقين ،فقال :"يا ابن أخي،لو هلك المنافقون لاستوحشتم فى طرقاتكم من قلة السالك**)یعنی ایک آدمی کہہ رہا تھا اے اللہ منافقوں کو برباد کر دے،تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اے میرے بھائی اگر منافق ہلاک کر دئے گئے تو تم راستوں میں قلت راہگیر کی وجہ سے وحشت میں پڑ جاؤ گے۔

جو ہمارے سابقین اولین تھے وہ نفاق سے بہت ڈرتے تھے کیوں کہ وہ اس کا گہرا علم اور جملہ تفصیل سے واقف تھے،وہ اپنے نفسوں پر اس قدر خائف تھے کہ انہیں یہ گمان ہونے لگتا کہ کہیں وہ بھی انہیں میں سے تو نہیں؟

حضرت عمر بن خطابؓ حضرت حذیفہؓ سے کہتے ہیں کہ میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھی ان میں سے گردانا ہے تو آپؓ نے جواب دیا نہیں ،اور تیرے بعد میں کسی کا تزکیہ نہیں کرتا۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کے تین صحابہ سے ملاقات کی ان میں سے ہر کوئی اپنے نفس پر نفاق کا خوف محسوس کرتا تھا،ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو یہ کہتا ہو کہ ان کا ایمان حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل کی طرح ہو۔(بخاری)

حسن بصریؒ سے مروی ہے : کہ منافق امن وامان میں ہوتا ہے اور مومن خوف محسوس کرتا رہتا ہے۔بعض صحابہ کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اس طرح سے کہا کرتے

:(**اللهم انی أعوذبک من خشوع النفاق ،قیل وماخشوع النفاق ؟قال :أن یری البدن خاشعاًوالقلب لیس بخاشع**)ترجمہ:اے اللہ میں نفاق کے خشوع سے تیری پناہ چاہتا ہوں، پوچھا گیا یہ نفاق کا خشوع کیا ہے؟ تو کہا: کہ بدن تو دیکھنے میں حالت خشوع میں نظر آئے لیکن دل خشوع خضوع میں نہ ہو۔

اللہ کی قسم لوگوں کے دل ایمان ویقین سے بھر گئے ،ان کے اندر نفاق سے شدید خوف پیدا ہو گیا، اس وجہ سے وہ بہت بوجھ محسوس کرتے تھے جبکہ دوسری طرف بہت ایسے لوگ تھے جن کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اتر رہا تھا اور دعوی کرتے تھے کہ ہمارا ایمان حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل کے ایمان کی طرح ہے۔

دوسری قسم : نفاق اصغر

اسے نفاق عملی بھی کہا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان لوگوں کے سامنے اچھے عمل ظاہر کرتا ہے جبکہ باطن میں غداری اور خیانت چھپی ہوتی ہے۔اس سبب سے کوئی کلی طور پر دین سے تو خارج نہیں ہوتا مگر یہ نفاق اکبر کی طرف لے جاتا ہے۔

اس نفاق کی چند علامتیں ہیں جنکو نبی ﷺ نے بیان فرمایا:(**أربع من کن فیه کان منافقاً خالصاً،ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فی خصلة من النفاق حتی یدعها،اذا أئتمن خان واذا حدّث کذب،واذاعاهدغدر،واذاخاصم فجر**)ترجمہ: چار ایسی خصلتیں ہیں جب یہ کسی کے اندر پائی جائیں گی تو وہ پکا منافق ہوگا، اور جن کے پاس ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت پائی جائے گی گویا ان کے اندر نفاق کی خصلت ہے تا آں کہ توبہ نہ کرلے، وہ یہ ہیں: جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے، جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب عہد و پیمان کرتا ہے تو غداری کرتا ہے اور جب جھگڑا کرتا ہے تو گالی بکتا ہے۔(متفق علیہ)

امانت میں خیانت کسی بھی شکل، کسی بھی نوعیت اور کسی بھی طریقے سے ہو یہ منافق کی واضح نشانیوں میں سے ہے اس لئے ہمارے رسول پاک ﷺ نے اپنی امت کو اس بدترین صفت سے ڈرایا ہے اور مسلمانوں پر خیانت کے سنگین خطرات کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس سے پناہ مانگی ہے کیوں کہ اس کے زیر سایہ پل کر آدمی جہنم رسید ہوگا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:(**وأعوذبک من الخیانة فانها بئست البطانة**)ترجمہ: میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیوں کہ یہ بہت برا ساتھی ہے۔

اور جہاں تک جھوٹ کا مسئلہ ہے تو یہ جھوٹے کی صفت ،ضعف نفس اور برے اخلاق کے ساتھ آشکارا ہوتی ہے، اسی لئے نبی ﷺ نے مومنوں سے کذب کی نفی کی یعنی مومن کبھی کذاب نہیں ہوسکتا۔(**قیل له یارسول الله أیکون المؤمن جباناً،قال نعم قیل له أیکون بخیلاً قال نعم قیل أیکون کذّاباً قال لا**)ترجمہ: پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں، پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے فرمایا ہاں، پوچھا گیا کیا مومن کذاب ہوسکتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔(مؤطا)

جھوٹ بولنے کی خصلت عریاں خصلت ہے جس سے ایک مسلمان کی شخصیت دوسرے سچے مسلمانوں کے مابین چکنا چور ہوجاتی ہے اور عذاب کے لئے اس دن وہ بھی پیش کیا جائے گا جس

دن سچ بولنے والوں کے چہرے سفید ہوں گے اور جھوٹ بولنے والوں کے چہرے کالے کئے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذ بون**)ترجمہ:اوران کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**انما يفترى الكذب الذين لايؤمنون بأيات الله وأولٰئك هم الكاذبون**)ترجمہ: جھوٹ وافترا تو وہی باندھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا،یہی لوگ جھوٹے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کی صورت اختیار کرکے لوگوں کے پاس آتا ہے اوران کے درمیان غلط باتیں بیان کرتا ہے،اورلوگ پھر متفرق ہوجاتے ہیں،ان لوگوں میں سے ایک آدمی اپنی قوم کے پاس آتا ہے اورکہتا ہے میں نے ایک آدمی سے سنا ہے اس کا نام تو نہیں جانتا لیکن اس کو چہرے سے پہچانتا ہوں ایسے ایسے بیان کررہا تھا۔(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سمندر میں سلیمانؑ نے شیاطین کو قید کررکھا ہے قریب ہے کہ وہ باہر نکل آئے،اورلوگوں پر قرآن پڑھے۔(مسلم)

امان دینے کے بعد غداری کرنا اورعہدوپیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دینا اورجسکو پورا کرنے کا عہد کیا تھا اسے نہ پورا کرنا،یہ سب مسلمانوں کے خصائص میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ تو منافقوں کی خصلتیں ہیں جو اپنے باطن کو ظاہر سے چھپاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے تو عہد پورا کرنے اوران حقوق کی رعایت والتزام کرنے کا حکم دیا ہے جس کا پابند ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (**وأوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولاً**)ترجمہ:اپنے عہدوں کو پورا کرو کیوں کہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔(**يا أيها الذين اٰمنوا أوفوا بالعقود**)ترجمہ:اے مومنو!اپنے عہدوپیمان کو پورا کیا کرو۔جو وعدہ خلافی کرتے ہیں ان کے لئے سخت وعید ہے اللہ کا فرمان ہے:(**وأوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الأيمان بعد توكيدها**)ترجمہ:اوراللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول وقرار کرو اور قسموں کو انکی پختگی کے بعد مت توڑو۔اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**ان الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمناً قليلاً أولٰئك لاخلاق لهم فى الاٰخرة ولايكلمهم الله ولا ينظر اليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليمٌ**)ترجمہ:بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اورقسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں،ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں،اللہ تعالیٰ نہ ان سے بات چیت کرے گا اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا،نہ انہیں پاک کرے گا اوران کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت میں ہر بدعہدی کرنیوالے کا الگ الگ جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچان لیا جائے گا۔اورایک دوسری روایت میں ہے(**ان الغادر ينصب له لواء يوم القيامة فيقال:ألا هذه غدرة فلان**)ترجمہ:بدعہدی کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا اورکہا جائے گا سنو!یہ فلاں وعدہ خلافی کرنیوالا ہے۔

غداری کرنا کسی بھی قسم کے معاہدے میں مسلمانوں یا غیر مسلموں کے درمیان حرام ہے ہمسلمانوں کے درمیان کے معاہدے کی وفاداری شدید ہے اوراس کا توڑنا کبیرہ گناہ ہے اوراس سے بڑا گناہ کسی امام کا وعدہ خلافی کرنا۔صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:(**ثلاثة لايكلمهم الله يوم القيامة،ولا يزكيهم ولهم عذاب**

الیم فذکرمنهم ورجل بایع اماما لایبایعه الالدنیا،فان أعطاه مایریدوفیٰ له والالم یف له)ترجمہ: قیامت میں اللہ تعالی تین قسم کےلوگوں سے بات نہیں کرے گااورنہ ہی انہیں پاک کریگااوران کے لئے دردناک عذاب ہے، ان میں ایک آدمی کاذکرکیاجوامام ہےاورتجارت کرتا ہے جب کسی سے لینا ہوتا ہےتوپوراپورالیتا ہےاوردینا ہوتا ہے توپورانہیں دیتا۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے مروی کہ بنی ﷺ فرماتے ہیں کہ جواطاعت سے نکل گیااورجماعت سے الگ ہوگیااوراسی حالت میں مرگیاتووہ جاہلیت کی موت مرا،اورجوعصبیت کی بنیادپرقتال کرتا ہے یاعصبیت کی دعوت دیتا ہے یاعصبیت کی مددکرتا ہےاوروہ قتل کیاجاتا ہےتواس کا قتل جاہلیت کاقتل ہے اورجومیری امت پرخروج کرے ان میں کے نیک وبدتمام کوضرب(قتل) کرےاوران میں کےمومن سےبھی خوف نہ کھائے اورنہ ہی وعدہ کرنے کے بعدپوراکرےتووہ مجھ میں سےنہیں ہےاورنہ ہی میں ان میں سے ہوں۔

اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سیاست شرعیہ کے بارے میں لکھاہے کہ لوگوں کے امورکی ولایت کے بارے میں جانکاری لیناواجب ہےاوریہ دین کےاہم واجبات میں سے ہے بلکہ دین ودنیا کا قیام ان کےبغیرناممکن ہے،اوربنی آدم کی مصلحتوں کااتمام نششتوں کےذریعہ ہوگابعض کے بعض کی ضروریات کی وجہ سے۔اوراللہ تعالی نے ہمارےاوپرامربالمعروف اورنہی عن المنکر کی جوذمہ داری دی ہےاس کااتمام بھی طاقت وامارت کےبغیرمشکل ہے۔اسی طرح دیگرتمام واجبات ،جیسے جہاد،عدل ،حج ،عیدیں،مظلوم کی نصرت ،حدودکانفاذی،ان تمام کا بغیرقوت وامارت کے اتمام نہیں ہوسکتا ہے۔اسی لئے مروی ہے(**أن السلطان ظل الله فی الارض**)زمین پرسلطان اللہ کاسایہ ہے۔

کہاجاتا ہےکسی ظالم امام کے ساٹھ سال کاظلم زیادہ بہتر ہےاس بات سے کہ کوئی ایک رات بادشاہ نہ رہے۔اسی لئےسلف میں فضیل بن عیاض اوراحمد بن حنبلؒ وغیرہ کہتے تھےاگرہمارے پاس کوئی مستجاب الدعوات ہوتےتوہم کسی سلطان کے لئے دعاکرواتے۔

امارت کے لئے دین اورقربت ضروری ہےتاکہ اللہ تعالی کی قربت حاصل رہے،اس لئے کہ امارت میں اللہ اوررسول کی اطاعت کےساتھ تقرب یہ افضل قربت میں سے ہے،اوراکثرلوگ امارت میں دولت اورریاست طلبی کی بنیادپرفسادکاشکارہوجاتے ہیں۔(شیخ الاسلامؒ کی بات ختم ہوئی)۔

ابن رجبؒ کہتے ہیں کہ مسلمان امراءکی سمع وطاعت میں دنیا کی سعادت مضمرہے،اس کے ذریعہ بندوں کی معیشتوں کانظم ونسق کیاجاتا ہے،اوراس کے ذریعہ بندوں کودین کےاظہاراوررب کی طاعت پرمددملتی ہے جیساکہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایاکہ لوگوں کی اصلاح امام کے ذریعہ ہی ہوسکتی چاہے وہ فاسق ہویافاجر۔اگرنیک ہوگا تواس میں سب کا بھلا ہوگااوراگرفاجرہوگاتواس کے یہاں مومن بندہ آرام سےاللہ کی عبادت کرسکےگا۔اوربراآدمی بھی اپنے حساب سےکام کرتارہےگا۔

حسن فرماتے ہیں امراء کے بارے میں کہ ہمارے دین کے جمعہ،جماعت،عید،سرحدیں اورہمارے حدودچمکتے ہیں،اللہ کی قسم ان امراء کےبغیردین سیدھانہیں رہ سکتااگرچہ یہ ظلم وستم کرےاوراللہ کی قسم جویہ اصلاح کرتے ہیں وہ فساد سےزیادہ ہے باوجودیکہ

ان کی اطاعت غضبناک اور انکی مخالفت کفر ہے۔

بہر حال جھگڑا لڑائی میں گالی دینا عدل سے کنارا کشی کرنا ہے، باطل کے ذریعہ جھگڑا پر دعوی کرنا اور جھوٹی گواہی پیش کرنا ہے غلط بات کو ثابت کرنے کے لئے، اللہ تعالی اپنی کتاب میں اسکی مذمت بیان کی ہے جو جھگڑا لڑائی میں باطل کے ذریعہ جنگ وجدال پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:(**ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوٰة الدنیاویشهدالله علی مافی قلبه وهوألدالخصام**)ترجمہ: بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کوخوش کردیتی ہیں اوروہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کوگواہ کرتا ہے حالاں کہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے۔ یعنی بہت لڑاکو، بہت جھوٹ بولنے والا اور غلط طریقے سے بہت جدال کرنے والا ہے۔

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور امانت میں خیانت سے پرہیز کرو، اور کسی بھی چیز سے متعلق جھوٹ سے بچو، عہد کرنے کے بعد اس کو توڑنے نے بچو، اور لڑائی میں فسق وفجور سے بچو۔ تمہارا دین صحیح سلامت رہے گا اور تم ہدایت یافتہ لوگوں میں رہوگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کے نواقض

مسحور کا علاج ساحر کے ذریعہ ممنوع،

شیاطین کے بعض حیلے اور ان سے انتباہ

اللہ کے بندے! دین اسلام سے کفر کی طرف ارتداد کی کئی شکلیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کلی طور پر اسلام چھوڑ کر کفر کی طرف ارتداد (لوٹ جانا) کرنا، اور کبھی نواقض اسلام میں سے کسی ناقض کا ارتکاب کرکے باوجود کہ اس کا اسلامی نام باقی رہتا ہے اور وہ بعض اسلامی شعار کی بھی ادائیگی کرتا ہے، جسے بعض لوگ مسلمان ہی شمار کرتے ہیں جبکہ وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ یہ بہت خطرناک معاملہ ہے اور باریک موقف ہے جس کے لئے گہری بصیرت کی ضرورت ہے اور یہ بصیرت حق وباطل اور ضلالت وہدایت میں تمیز پیدا ہونے کے بعد آتی ہے۔

بہت سے لوگ جو اس معاملہ کو سمجھ نہیں پاتے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ نواقض اسلام اور اسباب ارتداد سے واقف نہیں ہوتے، اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی نے اسلامی شعائر میں سے کچھ پر عمل کرلیا تو وہ مسلمان ہوگیا اگرچہ وہ مکفرات کا بھی ارتکاب کرتا ہو۔ یہ فاسد خیال دراصل اسلام کی حقیقت اور اس کے نواقض کی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے پایا جاتا ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ بات ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ اس زمانے میں پائے جاتے ہیں، یہ حق وباطل میں تمیز پیدا کرنے اور ہدایت وضلالت میں فرق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، پس اس کو مسلمان سمجھتے ہیں جو بعض شعار اسلام پر عمل کرتا ہو اور وہ چاہے سیکڑوں نواقض کا ارتکاب کیوں نہ کرتا ہو۔ انہیں اس

بات کا علم نہیں ہے کہ جس نے اسلام کا دعوی کیا اور عبادتوں کو انجام دیا پھر نواقض اسلام میں سے کچھ کا بھی ارتکاب کیا وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی نے وضو کیا اور محدث ہو گیا۔ تو کیا اس کے وضو کا کچھ بھی اثر باقی رہے گا؟ اسی طرح مسلمان کا بھی معاملہ ہے کہ اگر اس نے نواقض اسلام میں سے کسی ایک ناقض کا بھی ارتکاب کیا تو اسلام کا کوئی بھی اثر اس پر باقی نہیں رہے گا۔

مکفرات ونواقض کا ارتکاب کرنے کے باوجود مجرد اسلام کی طرف انتساب کرنے سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا، ایسے ہی مسلمان ہونے کے لئے یہ بھی کافی نہیں ہے کہ وہ صرف اسلام کی مدح وثنا کرے اور اسلام کے احکام پر عمل نہ کرے۔ آج کل ایسے ہی لوگوں کی کثرت ہے جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف بس انتساب کرتے ہیں اور عملی میدان میں اسلام سے کوسوں دور ہیں، اس لئے صحیح مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اللہ تعالی کا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں اس ملک میں توحید، اسلام اور مسلمانوں میں سے بنایا۔ اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ بارالہا اس ملک کے امراء کی حفاظت فرما اور انہیں اپنی رضا کا کام کرنے کی توفیق دے، آمین۔

یہ تو سراسر کھلم کھلا ظلم اور کھلی ہوئی گمراہی ہے کہ لفظ اسلام کا اطلاق ایسے لوگوں پر کیا جائے جو اس کا مستحق نہیں، فقط دعوی کرتے ہیں اور اسلام، اسلامی آداب وافعال سے بہت دور ہیں۔ ایسے ہی یہ بھی ظلم میں شمار کیا جائے گا کہ ہم ایسے لوگوں کی طرف اسلام کا انتساب کریں جو مکفرات اور ارتداد کا شکار ہوں، اور نماز پڑھتے ہوں، روزہ رکھتے ہوں اور چند شعائر اسلام پر عمل کرتے ہوں۔ یہ یا تو اسلام کی حقیقت سے ناواقفیت یا خواہش نفس کی پیروی کی دلیل ہے اور یہ دونوں معاملہ خطرناک اور قبیح ہے۔

نواقض اسلام بہت ہیں اور اسباب ارتداد بھی بہت ہیں لیکن ہم ان میں سے بعض کا تذکرہ کریں گے جن کا حکم کبھی بعض لوگوں پر مخفی رہ جاتا ہے۔

ان میں سے ایک سحر (جادو) ہے۔ اس میں صرف وعطف (کسی کا دل کسی کی طرف پھیرنا) کا بھی کام لیا جاتا ہے۔ جو اس کا ارتکاب کرتا ہے یا اس پر راضی ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کے قول کی تکفیر کرتا ہے: (**وما يعلمان من أحد حتى يقولا انما نحن فتنة فلا تكفر**) ترجمہ: وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں۔

لغت میں : سحر کہتے ہیں ایسی چیز کو جس کا سبب خفیف اور لطیف ہوتا ہے۔ سحر کو سحر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ خفیف انداز میں رات کے آخر میں واقع ہوتا ہے۔

شریعت میں : سحر کہتے ہیں گانٹھ اور پھونک کو یعنی قرأت اور طلسم کے ساحر شیاطین کی مدد لے کر مسحور کو ضرر پہنچاتا ہے، اور (جادو کیا ہوا) سامان مسحور کے بدن، عقل، سوچ، میلان سب پر اثر انداز ہوتا ہے، تو آپ اسے پھیرتے اور مائل ہوتے دیکھتے ہیں، اس کو ان لوگوں کے یہاں صرف وعطف کہا جاتا ہے۔

عطف : وہ لوگ ایسا کر دیتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی کی طرف یا دوسری طرف میلان کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ چوپایہ کی طرح ہو جاتا ہے جیسا چاہتا ہے چلاتا ہے۔

صرف : اس کے برعکس ہے۔ انسان کو پھیر دینا اس سے جس سے محبت کرتا ہے، مثلا بیوی کی محبت کو بغض میں پھیر دے یہاں تک کہ اس کے عقل وشعور کو بھی پھیر دیتا ہے جس کی وجہ سے

الٹا پلٹا تصور کرنے لگتا ہے، بسا اوقات اس کو مجنون بنا دیتا ہے۔**العیاذ باللہ**

سحر تمام رسولوں کی شریعت میں حرام تھا، جو اس کا ارتکاب کرے یا اس پر راضی ہو جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے، اور راضی ہونے والا فاعل کی طرح ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**ولا یفلح الساحر حیث أتی**)ترجمہ: ساحر جس طرح سے بھی جادو کرے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**ولقد علموا لمن اشتراہ مالہ فی الاٰخرۃ من خلاق**)ترجمہ: اور وہ جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں: اہل کتاب جانتے ہیں، یہ ان کے معاہدے میں ہے کہ ساحر کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ حسن فرماتے ہیں: اس کا دین سے کوئی حصہ نہیں۔ اصحاب احمدؒ کہتے ہیں: اس کی تعلیم اور اس کے تعلم سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ عبدالرزاق نے صفوان بن سلیم سے روایت کی کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:(**من تعلم شیئا من السحر قلیلا کان أو کثیرا کان اٰخر عهده من الله**)ترجمہ: جس نے جادو میں سے کچھ بھی سیکھا تھوڑا یا زیادہ، تو یہ اللہ تعالیٰ کا آخری عہد ہے۔(مرسل) صحیحین میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:(**اجتنبوا السبع الموبقات ،قالوا:یارسول الله وماهن،قال:الشرک بالله والسحر وقتل النفس التی حرم الله بالحق،وأکل مال الیتیم،وأکل الربوٰ،والتولی یوم الزحف،وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات**)ترجمہ: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، صحابہ نے پوچھا، وہ کیا کیا ہیں یارسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اس جان کو ناحق مارنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جہاد سے بھاگ جانا، اور پاک صاف مومنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:(**من عقد عقدة ثم نفث فیها فقد سحر،ومن سحر فقد أشرک ،ومن تعلق شیئا وکل الیه**)ترجمہ: جس نے کوئی گانٹھ لگائی پھر اس میں پھونک مارا تو اس نے جادو کیا، اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا، اور جس نے کچھ لٹکایا وہ اسی کے حوالے کر دیا گیا۔

شیخ محمد بن ابراہیمؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جادوگر اس وقت تک جادو نہیں کرسکتا، اور نہ ہی شیاطین اس وقت تک غائب کی خبر دے سکتا ہے اور نہ کسی کے قتل پر مساعدہ کرسکتا ہے جب تک کہ غیر اللہ کی عبادت نہ کرے، شیطان کا تقرب اور اس کے لئے محبوب نذرانہ مثلاً ذبیحہ وغیرہ نہ پیش کرے، یہاں تک کہ بعض فحاشیوں کا بھی ارتکاب کرتے ہیں۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(**ربنا استمتع بعضنا ببعض**)ترجمہ: جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا۔ یہ سراسر کفر ہے۔ بلکہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے جو کہ ملت اسلامیہ سے نکال باہر کرتا ہے۔ اسی لئے کسی بھی حال میں جنوں سے مدد حاصل کرنا جائز نہیں ہے نہ تو مباح چیزوں کے ذریعہ اور نہ حرام کردہ چیزوں کے ذریعہ، اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ شیطان کو حاضر کیا جائے اور انہیں جمع کیا جائے۔ جس نے ایسا کیا وہ چیزیں پڑھ کر جو ان میں سے ہیں تو وہ فریبی دجال ہے اس لئے کہ جن وشیاطین اس وقت تک کسی کی خدمت نہیں کرسکتا جب تک ان سے فائدہ نہ اٹھائے اور جب ان

سے فائدہ اٹھایا جائے تو شرک ٹھہرا۔

جادوکی چند قسمیں : عیافہ،طرق اورطیرہ جادوکی قسموں میں سے ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:(**ان العیافة والطرق والطیرة من الجبت**)عیافہ،طرق اورطیرہ شیطان کےقبیل سے ہے۔عوف فرماتے ہیں:عیافہ پرندہ بھگانے کوکہتے ہیں۔اورطرق زمین پرخط کھینچ کر حال معلوم کرنے کوکہتے ہیں۔حضرت حسن فرماتے ہیں:جبت شیطان کی آوازکوکہتے ہیں ۔(احمد)

جبت میں سے ہے اس کا مطلب جادومیں سے ہے۔اورمسحور کے اوپر سے سحرکوہٹانا محض شرعی جھاڑ پھونک کے ذریعہ ہی جائزہے جیسا کہ ابن القیمؒ کہتے ہیں : سحرکاتوڑجھاڑ پھونک ،معوذات اورجائزدواؤں کے ذریعہ اس کی دوقسمیں ہیں۔

پہلی قسم : شیطان کےعمل میں سے ہے،حضرت حسن کاقول اسی پرمحمول کیاجائے گا۔نشرہ کرنے والااورمنتشر دونوں شیطان سے قربت اختیارکرتا ہے جومحبوب ہوتا ہے،اوراس کے ذریعہ مسحورپرکیاہواعمل باطل کرتاہے۔

دوسری قسم : جھاڑ پھونک،معوذات اورمباح دواؤں کے ذریعہ نشرہ (یہ بھی ایک قسم کادم)کرنا تو یہ جائزہے۔

پہلی قسم پرحضرت جابرؓکی حدیث محمول ہوگی وہ یہ کہ جب نبی ﷺ سےنشرہ کے بارے میں دریافت کیاگیاتو آپ نے فرمایا:(**ھی من عمل الشیطان**)یہ شیطان کےعمل میں سے ہے۔(احمد)

دوسری قسم یعنی جھاڑ پھور،معوذات اورمباح دواؤں کے ذریعہ نشرہ کرنا،اس پرسعید بن مسیّب کی حدیث جوقتادہ سے مروی ہے محمول ہوگی۔میں نے ابن المسیب سے پوچھا کہ کسی نے علاج کرایایاکسی کی اصلاح کے لئے نشرہ کرایاتوکیایہ درست ہے توکہا:کوئی حرج نہیں۔کیوں کہ اس سے اصلاح مقصود ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ سحرکاعلاج ایسے جھاڑ پھونک کرنے والے سے کرانا جوکہ جادوگریا کاہن نہیں ہے،یاجائزنشرہ کے ذریعہ کرانا جوکہ گذرگیا۔

اللھم انانعوذ بک من السحروالسحرة ،اللھم انانعوذ بک من شرورھم وندرأ بک فی نحورھم ۔

تو معلوم یہ ہواکہ مسحورسے سحرکوہٹاناسحرکے ذریعہ جائزنہیں ہے اورنہ ہی مسلمان کیلئے جائزہے کہ وہ جادوگرکے پاس جائے یاکاہن کے پاس جائے جھاڑ پھونک کی غرض سے یاعلاج کی غرض سے مندرجہ ذیل اسباب کی بنیادپر:

اول :اگرمسلمان کاجادوگرکے پاس جاناجائزہوتاجھاڑ پھونک یاکسی اورغرض سے ،تواسے قتل کرنے کاحکم نہیں دیاجاتا،اسی میں لوگوں کی بھلائی ہے،نبی ﷺ کافرمان ہے(**حد الساحرضربة بالسیف**)ترجمہ:جادوگرکی حد(سزا)قتل کرناہے۔

دوم :اللہ تعالی کافرمان ہے جادوگرکے بارے میں:(**ویتعلمون مایضرھم ولاینفعھم**)وہ ایسی چیزیں سیکھتے ہیں جونہ نقصان پہنچاسکتااورنہ ہی نفع پہنچاسکتا۔لفظ علم دلالت کرتاہے کہ جادوکےاندرکچھ بھی نفع کاپہلونہیں ہےکسی بھی ناحئے سے،اس لئے کہ یہ شرک باللہ ہے ،جادوگرتب تک جادوکااتمام نہیں کرسکتا،یاکسی مسحورسے سحرکوختم کرسکتاجب تک کہ وہ غیراللہ کی

عبادت نہ کرلے اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کر بیٹھے۔اس سے مقصود جن وشیاطین کی قربت ہے محبوب چیزیں مثلاً ذبیحہ یا سجدے وغیرہ کے ذریعہ۔کبھی کبھی یہ معاملہ دونوں کے درمیان سری ہوتا ہے، یا اللہ کے کلام کی توہین کے ذریعہ، یا سورہ فاتحہ لکھ کر، یا آیہ الکرسی لکھ کر، یا دیگر آیات قرآنیہ نجس چیزوں سے لکھ کر، تا کہ شیطان راضی ہوجائے۔ **نعوذباللہ من ذلک۔**

جس کے لئے لکھا گیا ہے اسے اس بات کا علم نہیں ہوتا ہے کہ کیا لکھا گیا کیوں کہ ظاہر نہیں ہوتا، اور اگر ظاہر بھی ہوتا ہے تو قرآنی آیات لکھی نظر آتی ہیں اور وہ نہیں جانتا ہے کہ جادوگر یا دھوکے باز دجال نے شیطان کی قربت کے لئے نجس چیزوں سے اسے لکھا ہے، تو ان کے لئے اس میں مطلق نفع نہیں ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: **(وأنه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقاً)** ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔عکرمہ نے اس کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ انسان جب کسی وادی میں آباد ہوتے تو جنات وہاں سے بھاگ جاتا لیکن جب جن انسان کی بات سنتا کہ ہم اس وادی والے سے پناہ مانگتے ہیں، تو کہتے یہ ہم سے بھاگتے جیسے ہم ان سے بھاگتے، اور پھر انسانوں سے قریب ہوتے، جب وہ جنون اور پاگل پن کا شکار ہوتے تو شیطان کا تکبر وسرکشی اور بڑھ جاتا کیوں کہ انسان اس سے استعاذہ (مدد طلب) کرتے۔

اور اس زمانے میں اکثر لوگوں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور تلاوت قرآن سے غافل ہیں، اور آلات لہو ولعب، رقص وسماع، ڈش ٹیلی ویژن اور فحش اخبار ورسائل میں مست ہیں۔ ان کے دلوں میں توحید کمزور پڑ گیا، اور ان کا ایمان ضعف کا شکار ہو گیا اور جن وشیطان ان پر غالب آ گیا۔اور ان کے قلب وجسم پر مسلط ہو گیا غموں، پریشانیوں اور نفسیاتی امراض کے ذریعہ۔پھر وہ جنکو ایسا مرض لاحق ہو گیا دھوکے باز دجالوں، جادوگروں، کاہوں اور عرافوں کے پاس جانے لگے، یہ شیطان کا ہتھکنڈہ ہے اس کے ذریعہ انسانوں کو تکلیف دیتا ہے تا کہ وہ انسانوں کے پاس جائے اور انہیں شرک باللہ پر ابھارے، اس سے انہوں نے لوگوں کے خوف وہراس کو مزید بڑھا دیا۔

ان ہی میں سے ہے کہ دھوکے باز یا ساحر مریض کو وہم میں مبتلا کر دیتے ہیں اور ایسی چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی یا کہتے ہیں کہ فلاں آدمی نے تمہارے اوپر کچھ کر دیا، ایسا ویسا کر دیا ہے، اور وہ جھوٹ بولتا ہے لیکن اس جھوٹ سے اس کے مرض اور وہم میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور بار بار ایسی چیزوں کے بارے میں خیال کرتا ہے جس کے بارے میں بتایا گیا تھا، اس کا مرض بڑھتا چلا جاتا ہے، اس کے اندر ہر کسی سے خوف پیدا ہو جاتا ہے اور اس سبب آپس میں شدید عداوت ودشمنی پیدا ہو جاتی ہے یہی شیطان کا مقصود ہے۔اور قراء (دھوکے باز) بیان کرتا ہے کہ اس نے فلاں آدمی کو ٹھیک کر دیا، وہ میرے پاس آیا میں لوگوں کے سامنے پڑھا اور جو اس پر تھا سب کے سامنے ختم ہو گیا، یہ شیطان کی مکاری ہے تا کہ دھوکے باز دجالوں سے لوگوں کو دھوکے میں رکھا جائے۔جبکہ حال یہ ہے کہ بعض لوگ عمر بھر فریبیوں کے چکر میں گھومتا رہتا ہے اور ٹھیک نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کا دل انہیں لوگوں پر اٹکا رہتا ہے، اگر وہ اس سے تعلق ختم کر کے اللہ تعالی پر بھروسہ کرے تو جلد ہی اللہ اسے شفایاب کر دے۔حدیث میں آیا ہے: **(اللهم رب الناس اذهب البأس واشف أنت الشافي لا شفاء**

الاشفاؤک شفاء لایغادرسقماً)ترجمہ:اے لوگوں کے رب ہماری بیماری ٹھیک کردے ،اورہمیں شفاعطافرما،توشافی ہے،شفاصرف تیرے ہی پاس ہے جوبیماری کوجڑ سے اکھاڑ دیتی ہے ۔اس لئے جنوں سے مددحاصل کرنا جائزنہیں ہےاوراس کے پاس بھی جانا جائزنہیں ہے جوجن سے مددحاصل کرتے ہیں اوراس کوحاضرکرتے ہیں اورجس نے اس کے جواز کافتوی دیاہے اس نے غلطی کی اوردرحقیقت مسلمانوں پرشروفسادکادروازہ کھول دیاہے،یہ بات کیسے کہی جاسکتی جبکہ اللہ تعالی تویہ کہتاہے:(**ویوم یحشرهم جمیعاًیامعشرالجن قداستکبرتم من الانس وقال أولیاؤهم من الانس ربنااستمتع بعضنا ببعض وبلغنا أجلناالذی أجّلت لناقال النارمثواکم خالدین فیهاالاماشاء الله ان ربک حکیم علیم**)ترجمہ:اے جماعت جنات کی!تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنالئے جوانسان اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار!ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیاتھااورہم اپنی اس معین میعادتک آپہنچے جوتونے ہمارے لئے معین فرمائی،اللہ تعالی فرمائے گاکہ تم سب کاٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہوگے ہاں اگراللہ ہی کومنظورہوتودوسری بات ہے،بےشک آپ کارب بڑی حکمت والااوربڑاعلم والاہے۔

نبی ﷺ نے ہمیں جنوں سے بچنے اوراس کے شرسے محفوظ رہنے کے لئے رہنمائی فرمائی ہے،صحیح مسلم میں خولہ بنت حکیمؓ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی کہ جب کوئی کسی جگہ پہ واردہواوریہ کہے:(**أعوذ بکلمات الله التامات من شرماخلق**) توکوئی چیزاسے نقصان نہیں پہنچاسکتی۔

ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ جوشیطان کے لئے ذبیحہ پیش کرے،یااس کوپکارے،یااس سے مددحاصل کرے،یااس سے ایسی چیزوں کے ذریعہ قربت حاصل کرے جواس کوپسند ہےتوگویاکہ اس نے اسکی عبادت کی ،اگرچہ اس کانام عبادت نہیں رکھاجاتاہے استخدام (مددطلب کرنا) کہاجاتاہے۔اوراستخدام بھی شیطان کی طرف سے ہےلہذاوہ شیطان کے خادموں اورعابدوں میں شمارکیاجائے گا،اسی وجہ سے شیطان بھی اس کی خدمت کرتاہےلیکن شیطان کی خدمت عبادت نہیں کہلائے گی کیوں کہ شیطان انسان کے لئے نہ توعاجزی کااظہارکرتاہے اورنہ ہی عبادت کرتاہےجس طرح انسان اس کے لئے انجام دیتاہے۔

سوم : تیسری قسم اس بات پردلالت کرتی ہے کہ مسحور سے سحرہٹانے کے لئے ساحر کے پاس آنا جائزنہیں ہے،اللہ تعالی نے اس بات کوبیان کردیاکہ جادوگرجس طرح سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوسکتااگرچہ اس میں کسی کے لئے فائدہ ہو،اس کامطلب ہوگاکہ یہ کامیابی کی قسموں میں سے ہے جبکہ وہ علی الاطلاق کامیاب نہیں ہوسکتا،(**ولایفلح الساحرحیث أتی**)جادوگرجیسے بھی آئے کامیاب نہیں ہوسکتا۔

چھارم: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتادیاکہ اللہ تعالی نے ہماری امت کے لئے اس میں شفانہیں رکھاجوحرام ہواورجادوبالاجماع حرام ہے۔

پنجم : نبی ﷺ کافرمان ہے:(**من أتی کاهناً أوعرافافصدقه بمایقول فقدکفربماأنزل علی محمد**) ترجمہ:جوکاہن یاعراف کے پاس آئے اوروہ اس کی تصدیق کرے جواس نے کہاتواس نے نبی ﷺ کی شریعت کاانکارکیا۔(رواہ الاربعہ)

اوراس میں کوئی شک نہیں کہ جادوگر کاہن وعراف سے بھی شدید ہے، ابن مسعودؓ سے ایک اثر میں مروی ہے: (**من أتى كاهناً أوساحراً فصدقه بمايقول فقد كفربماأنزل محمد**) ترجمہ: جو کاہن یا جادوگر کے پاس آئے اوراس کی تصدیق کرے جو وہ کہہ رہا ہے تو اس نے محمد ﷺ کی شریعت کا انکار کیا۔

عمران بن حصین سے مرفوعاً روایت ہے: (**ليس منامن تطيرّأوتطيرّله أوتكهن أوتكهن له أوسحرأوسحرله ،ومن أتى كاهناًفصدقه بمايقول فقد كفربماأنزل على محمد**) ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جس نے بدفالی لی ، یا جس کے لئے لی گئی ، جس نے کہانت کی یا جس کے لئے کی گئی ، جس نے جادو کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا۔ اور جو کاہن کے پاس آئے اوراس کی بات کی تصدیق کرے تو وہ محمد ﷺ کی شریعت کا انکار کرتا ہے۔ (بزار)

یہ بات منصوص ہے کہ جو جادو کرتا ہے اس کی حد قتل ہے ، ترمذی شریف میں جندف سے مروی ہے: (**حدالساحرضربة بالسيف**) ترجمہ: جادوگر کی حد تلوار سے قتل کرنا ہے۔ صحیح بخاری میں بجالہ بن عبدہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن خطابؓ نے لکھا کہ تمام جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو، تو وہ کہتے ہیں ہم نے تین جادوگر کو قتل کیا۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے مروی ہے کہ اس کے پاس ایک جادوگرنی لونڈی تھی اس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں ابوعثمان نہدی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ولید کے پاس ایک آدمی تھا جو کھیل دکھارہا تھا، اس نے ایک انسان کو ذبح کیا اوراس کا سر ظاہر کیا تو لوگوں نے کہا سبحان اللہ یہ تو مردے کو بھی زندہ کردیتا ہے۔ جادوگر اس طرح کا کھیل اپنا دکھارہا تھا، جندب نے اپنی تلوار نکالی اوراس کی گردن کاٹ ڈالی اور کہا اگر یہ سچا ہوگا تو اپنے آپ کو بھی زندہ کرلے گا۔

امام احمدؒ نے کہا کہ نبی ﷺ کے اصحاب کے ذریعہ تین جادوگروں کا قتل ثابت ہے۔ شارح طحاویہ نے کہا کہ تمام اولی الامراوراثرورسوخ رکھنے والوں پرواجب ہے کہ تمام نجومیوں ، کاہنوں، عرافوں، اصحاب رمل وحصی، اورقرع وفال والوں کا خاتمہ کرے، اورراستوں، چوراہوں پر بیٹھنے سے انہیں منع کرے، اوران کولوگوں کے گھروں میں جانے سے روکے اس کام کے لئے ، اوروہ گنہگار ہوگا جو اس کی حرمت جانتے ہوئے اورقدرت وطاقت رکھتے ہوئے اس کے خاتمہ کی کوشش نہیں کرتا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: (**كانوالايتناهون عن منكرفعلوه لبئس ماكانوايفعلون**) ترجمہ: آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً بہت برا تھا۔ سنن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حوالے سے نبی ﷺ کا فرمان ہے: (**ان الناس اذارأوالمنكرفلم يغيروه أوشك أن يعمهم اللـه بعقاب منه**) ترجمہ: جب آدمی منکر دیکھے اوراس کو نہ مٹائے تو عنقریب اللہ تعالی اس پر اپنے عذاب کو عام کردے گا۔

والله تعالى أعلم والحمدلله الذى بنعمته تتم الصالحات۔

بقلم: عبداللہ بن ابراھیم قرعاوی

مترجم: مقبول احمد سلفی

داعی ومترجم اسلامک دعوہ سنٹر وسط بریدہ